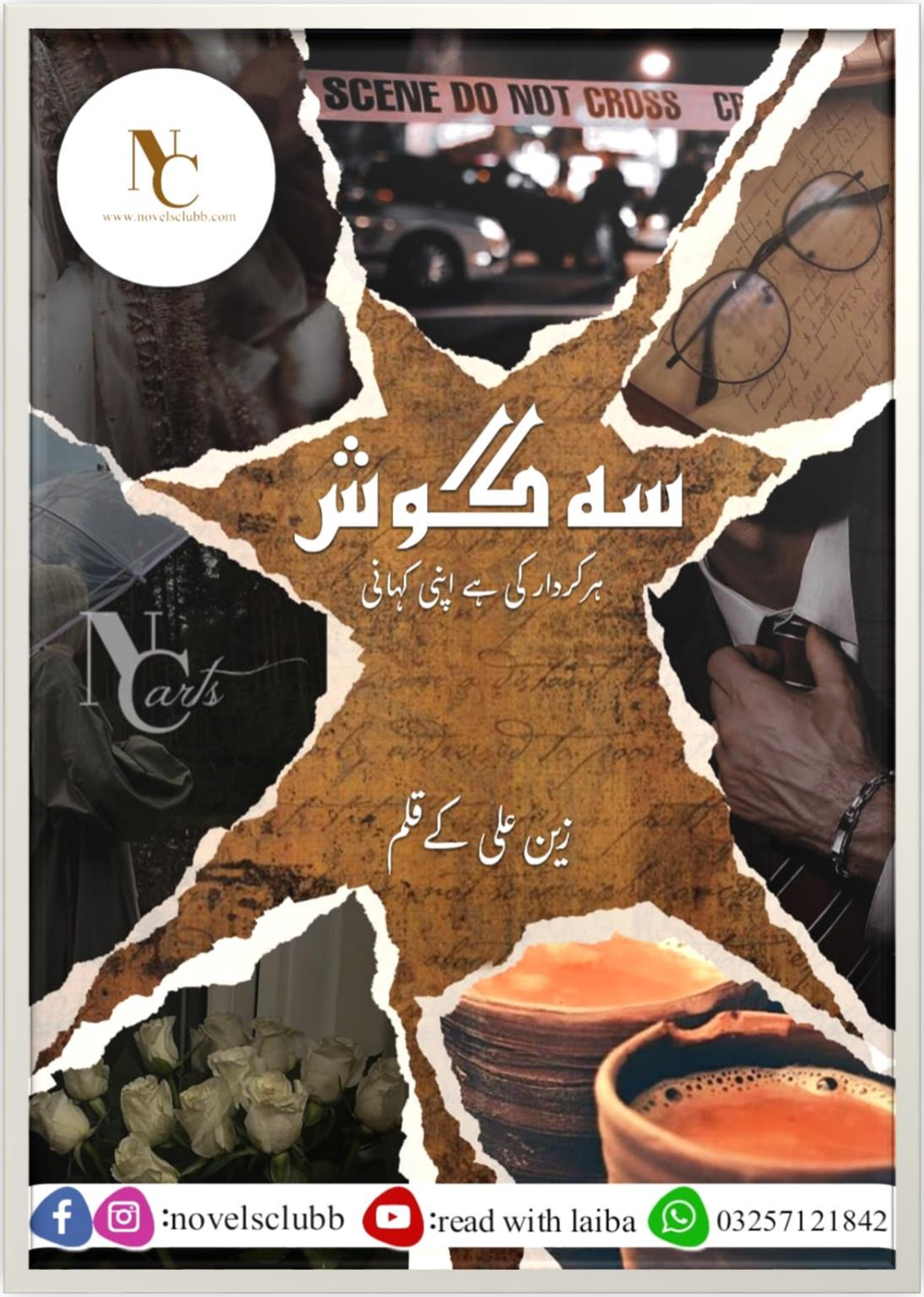
SCENE DO NOT CROSS
سہ گوشہ
ہر کردار کی ہے اپنی کہانی
زین علی کے قلم
www.novelsclubb.com
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

سہ گوش

از قلم

زین علی

www.novelsclubb.com

سہ گوش

از قلم زین علی

قسط نمبر 09

موجودہ دن سے پچیس سال پہلے

"چلو کلاس چلتے ہیں۔اب" چاندنی کی سہیلی نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

کیمپس میں دو لڑکے لڑائی کررہے تھے۔ایک لڑکا دوسرے کے سینے پر بیٹھا اس کے منہ پر مکے برسا رہا تھا۔

"مارو!مارو!" لڑائی کو انجوائے کرتے ہوئے کچھ اسٹوڈنٹس نعرے لگا رہے تھے۔

"رکو ایک منٹ۔" چاندنی نے اپنی سہیلی کو ایک نظر دیکھا۔"ہمیں رکوانی چاہیے یہ لڑائی۔"

"کہیں پاگل واگل تو نہیں ہو گئی۔" اسکی دوست نے چاندنی کا کندھا پکڑ کر اسے اپنے طرف موڑا۔ "وہ اس کیمپس کا غنڈہ ہے۔ ہمیں اپنی کلاس میں جانا چاہیے۔"

"سارا یار۔۔۔" چاندنی نے اسے روکنا چاہا۔

"نہیں چلو یہاں سے۔" سارا اسے تقریباً کھینچتے ہوئے کلاس کی طرف لے گئی۔

پیچھے لڑائی بھی رک چکی تھی بلکہ یوں کہنا چاہیے مار کھانے والا بے ہوش ہو چکا تھا اور اسے مارنے والا لڑکا بھی جیسے تھک چکا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔" ایک پروفیسر اس طرف چلا آیا تھا۔

ہجوم دیکھ کر پوچھنے لگا اور اچانک اس کی نظر خون سے لت پت بے ہوش طالب علم پر پڑی۔

"او میرے خدا! اس کا یہ حال کس نے کیا۔" پروفیسر بھاگ کر اس لڑکے کے قریب آئے تھے۔ "کس نے کیا ہے؟" وہ چلائے تھے۔

سب کی نظریں اس لڑکے کی طرف مڑی جس نے اس طالب علم کو مار مار بے ہوش

کیا تھا۔

وہ بے شرموں کی طرح کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"ایمبولینس کو کال کرو اور اسے ہسپتال بھیجو۔" پروفیسر نے تماشہ دیکھتے اسٹوڈنٹس کو کہا اور مارنے والے لڑکے کا بازو پکڑ کر اسے کھینچتے ہوئے پرنسپل کے آفس لے آئے۔

"یہ پانچویں بار ہے تمہارا۔" پروفیسر کافی غصے میں تھے۔ "اس بار تو میں تمہیں کیمپس سے نکلوا کر ہی دم لوں گا۔" انہوں نے کرسی پر بیٹھے لڑکے کو اپنے منصوبے سے آگاہ کیا۔

لڑکے کے چہرے پر شرمندگی کے کوئی آثار نہ تھے بلکہ وہ یوں مسکرا رہا تھا جیسے کوئی اسے پریم کہانی سنا رہا ہو۔

"کوشش کر لیں۔" اس لڑکے نے جیسے چیلنج کیا تھا۔

اتنی دیر میں بوڑھا پرنسپل کمرے میں داخل ہوا۔

www.novelsclubb.com

''اس بار حد پار کر دی تم نے۔اس بچے کے باپ کا فون آیا تھا مجھے۔وہ پولیس میں تمہارے خلاف پرچا کروانے کی بات کر رہے ہیں۔''

''وہ جانتا نہیں میرا باپ کون ہے۔''وہ لڑکا دھاڑا تھا۔''اور۔۔۔''

''آواز دھیمی رکھو یہاں۔''پرنسپل کا لہجہ سرد تھا۔''اپنے باپ کا نمبر دو۔''

''سر اسکے فادر کو بلانے کی ضرورت نہیں،آپ اس کو کیمپس سے نکال دیں۔اس دوسرے لڑکے کا باپ اس پر کیس کرنا چاہے یا جو بھی کرنا چاہے وہ اسکی مرضی لیکن اب یہ کیمپس میں نہیں رہ سکتا۔''پروفیسر جل کر بولا تھا۔''یہ ہمارے کیمپس کا نام بدنام کر رہا ہے۔''

''جاوید۔۔۔''پرنسپل نے پروفیسر کا نام لے کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔''میں اسکو نکال تو دوں لیکن مجھے اسکے باپ سے ایک بار بات کرنی ہے۔''

''تم نمبر نوٹ کروا دو جاوید کو۔''انہوں نے لڑکے کے سامنے پین اور پیپر رکھا۔

جس پر اس نے فوراً اپنے باپ کا نمبر لکھ دیا۔

www.novelsclubb.com

”کسی نے یہ نہیں پوچھا لڑائی ہوئی کیوں تھی۔“ لڑکے نے پیپر کو کھسکا کر پرنسپل کے آگے کیا۔

”کیوں ہوئی تھی۔“ پرنسپل کو جیسے سچ میں یہ اہم سوال ابھی یاد آیا تھا۔

”یہ تو اب میں بابا کے آنے کے بعد ہی بتاؤں گا۔“ اس نے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

”ٹھیک ہے میں بُلاتا ہوں انہیں۔“ پروفیسر جاوید نے نمبر والا پیپر پکڑا اور موبائل نکال کر کال کرنے لگے۔

اس آفس سے دور چاندنی اپنی سہیلی سارا کے ساتھ لیکچر لینے کلاس میں پہنچ چکی تھی۔

لیکچر شروع ہونے میں ابھی دس منٹ باقی تھے۔

”وہ لڑکے کون تھے۔“ چاندنی کا دھیان ابھی بھی اس لڑائی کی طرف تھا۔

”وہ جو لڑکا مکے مار رہا تھا وہ ہمارا سینئر ہے اور میں نے سنا ہے وہ کافی جھگڑالو انسان

www.novelsclubb.com

ہے۔کئی بار ایسی لڑائیاں کر چکا ہے۔جو مار کھار ہا تھا اسے میں نہیں جانتی شاید وہ ہماری طرح نیا ہو گا۔"

"نام کیا ہے اس کا۔۔۔" چاندنی اپنے بیگ سے کتاب نکال رہی تھی۔

"کس کا؟" سارا نے آنکھیں گھما کر پوچھا۔

"ارے بھئی جو بوکسر کی طرح مکے برسا رہا تھا اس منحوس چہرے والے لڑکے پر۔"

"پہلی بات تو کسی کو منحوس نہیں کہتے اور دوسری بات مجھے نام نہیں پتا اسکا۔صبح ایک لڑکی بتا رہی تھی کہ وہ کافی جھگڑالو انسان ہے۔اور سب سے اہم بات ہمیں ایسے لوگوں سے دور رہنا ہے۔" سارا کو لمبے لمبے جواب دینے کی عادت تھی۔

"ویسے تھا تو وہ بہت ہینڈسم۔" چاندنی نے دھیمی آواز میں تبصرہ کیا جو سارا سن چکی تھی۔

"او بہن بس کر دیکھا نہیں اس نے مار مار کر اس بے چارے لڑکے کا کیا حال کر دیا

تھا۔ایسانہ ہو وہ ہمارا بھی قیما کردے۔'' سارا گھبرا کو بولی۔''ایسے لوگ لڑکیوں کی بھی دید لحاظ نہیں کرتے۔''

''اتنا بھی ظالم نہیں ہوگا کہ لڑکی کو مارے۔'' چاندنی نے لاشعوری طور پر اسکی صفائی دی۔

''سب لوگ میری طرف متوجہ ہو جائیں۔'' کمرے میں پروفیسر داخل ہو چکے تھے۔

''بعد میں بات کرتے ہیں۔'' سارا نے اسے مزید بولنے سے روکا اور نوٹ بک نکال کر لیکچر کے نوٹس لینے لگی۔

چاندنی کو رہ رہ کر وہ لڑکا یاد آرہا تھا۔

☆☆☆

لیکچر ختم ہونے کے بعد سب طالب علم کلاس سے باہر نکلنے لگے۔

''اسکے بال کتنے پیارے تھے سارا۔'' چاندنی نے اسکے نام کو لمبا کھینچا تھا۔

"کس کے؟" سارا نے انجان بنتے ہوئے پوچھا جبکہ وہ جانتی تھی کہ چاندنی کس کی بات کر رہی ہے۔

"اس بوکسر لڑکے کے اور کس کے بھلا۔" چاندنی نے اسے یاد کروانے کی کوشش کی۔ "وہی جو اس لڑکے کو دے مار دے مکے برسا رہا تھا۔"

وہ دونوں ساتھ چلتی ہوئی لائبریری کی طرف چلی آئیں۔

ہر طرف لڑکے لڑکیاں باتیں کرتے ہوئے اور اپنی کلاسوں میں جاتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"چاندنی یار اب بس بھی کرو۔ ہمیں اس سب سے دور رہنا ہے اور تم ابھی تک اس کے متعلق سوچ رہی ہو۔" سارا بے زاری سے بولی۔ "مجھے پتا ہے تم اس سے دوستی کرنے کا سوچ رہی ہو لیکن نہ، بالکل نہ، ایسا ممکن ہی۔۔۔"

"اچھا اچھا۔۔۔" چاندنی کے ٹوکنے پر سارا کی چلتی زبان کو بریک لگی۔ "دوستی کا تو نہیں سوچ رہی ابھی، ابھی کے لئے تو صرف نام وغیرہ جاننے کا تجسس ہو رہا ہے۔"

"چاندنی۔۔۔"

"اچھا چلو نہیں کرتی بات اب۔" وہ دونوں لائبریری پہنچ چکی تھیں۔

"ویسے اسکے بال تھے تو پیارے۔" سارا نے ہنستے ہوئے تبصرہ کیا۔

چاندنی نے حیرانگی سے اسے ایک نظر دیکھا اور پھر ہنسنے لگی۔

"ہاں پیارے تھے۔" چاندنی بولی۔ "گھنگرالے بال۔"

"اچھا نوٹس بنائے تھے لیکچر کے۔" چاندنی نے کرسی کھسکاتے ہوئے پوچھا۔

وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھ گئیں۔ لائبریری میں خاموشی تھی۔

"ہاں یہ لو۔ مجھے پتا ہے تم اسی کے بارے میں سوچ رہی تھی اس لئے تم نے نہیں بنائے۔" سارا نے نوٹ بک چاندنی کے سامنے رکھی۔

چاندنی مسکرادی اور نوٹس کاپی کرنے لگی۔

☆☆☆

گھنگرالے بالوں والا لڑکا پرنسپل کے آفس سے نکل آیا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسکا رخ لائبریری کی طرف تھا۔

اس کے فادر نے کال پر ہی پرنسپل سے بات کر لی تھی۔ مکمل بات کیا ہوئی یہ تو وہ لڑکا ہی بتا سکے گا۔

جس وقت وہ لڑکا لائبریری میں داخل ہوا عین اسی وقت چاندنی ایک کتاب لینے کے لئے اٹھی۔

وہ لڑکا تیزی سے اسی طرف چلا آرہا تھا۔ دوسری طرف سے چاندنی بھی تیزی سے اسی طرف بڑھ رہی تھی۔

"چاندنی۔۔۔" سارا نے اسے پکارا۔ اس نے رک کر پیچھے مڑ کر دیکھا۔

لڑکے کا دھیان دوسری طرف تھا اور وہ چاندنی سے ٹکرا گیا۔

چاندنی گرتے گرتے بچی تھی۔

"او مسٹر۔۔۔" چاندنی نے خود کو سنبھالتے ہوئے اسے پکارا لیکن الفاظ حلق میں ہی دم توڑ گئے۔

www.novelsclubb.com

گھنگرالے بالوں والا لڑکا معذرت کر رہا تھا لیکن چاندنی کو اسکی آواز دور کہیں سی آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

"سوری۔۔۔میں نے دیکھا نہیں آپ کو۔" لڑکے نے دوبارہ معذرت کی۔

"کوئی۔۔۔"

لڑکا چاندنی کی پوری بات سنے بغیر وہاں سے ایک طرف نکل گیا۔

"کیا کہہ رہا تھا وہ۔" سارا نے چاندنی کے قریب آتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ نہیں، غلطی سے ٹکرا گیا تھا۔" چاندنی نے بے خیالی میں بتایا۔

"یہ غلطی نہیں تھی۔ وہ جان بوجھ کر ٹکرایا تا کہ تمہارا دھیان اپنی طرف کھینچ سکے۔ تم ہو بھی تو اتنی پیاری۔ کیا پتا اسکی تم پر پہلے دن سے نظر ہو۔ اور پلیز تم اس بارے میں اب زیادہ نہ سوچنا۔" سارا نے اسے سمجھایا۔ "ایسے بگڑے ہوئے لڑکوں سے جتنا دور رہا جائے اتنا بہتر ہے ہمارے لئے۔"

"اچھا بہن چلو۔" چاندنی نے اس لڑکے کو دیکھا۔ جو ایک کتاب کھول کر کچھ پڑھ رہا

تھا۔

چاندنی نے اپنی مطلوبہ کتاب نکالی اور اپنی کرسی کی طرف چلی آئی۔

چاندنی نے دوسری بار مڑ کر گھنگرالے بالوں والے لڑکے کو دیکھا تھا۔

وہ بہت پر سکون لگ رہا تھا۔

کہیں سے بھی یہ نہیں لگ رہا تھا کہ وہ کسی کو پیٹ کر آتا ہو۔

چاندنی گھوم کر سارا کی طرف آئی اور اسکی طرف والی کرسی کھسکا کر بیٹھ گئی۔

سارا نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

اب وہ لڑکا چاندنی کے باکل سامنے تھا۔چاندنی نے اسے غور سے دیکھا۔

گھنگرالے بال اور گندمی رنگت،اسکی آنکھوں کا رنگ براؤن تھا۔

"سارا اسکے نام کا تو پتا کروا دو۔" چاندنی نے سارا کو کندھا مارا۔"پلیز۔"

"ہاں میں تمہاری پرائیوٹ جاسوس ہوں نا جو جاسوسی کرتی پھروں گی۔" سارا نے جل کر کہا۔"کہا بھی ہے دور رہو اور میڈیم مجھے جاسوس بنانے پر اتر آئی۔"

''جاسوس نہیں دوست ہو۔'' چاندنی نے اسے لاڈ سے دیکھا۔ ''اور تم لوگوں سے انفارمیشن نکلوانا اچھے سے جانتی ہو۔ تم اس کام میں بہترین ہو۔''

''اچھا بس! شام تک نام پتہ سب مل جائے گا۔'' سارا نے وعدہ کیا۔

سارا گول مٹول چہرے والی خوش شکل لڑکی تھی۔

''شکریہ۔'' چاندنی مسکرائی۔

—☆☆☆—

چاندنی حویلی آئی تو ابا میاں لان میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔

سلطان کسی کام سے باہر نکلا ہوا تھا اور جہان اپنے کمرے میں بیٹھا کوئی کتاب پڑھ رہا تھا۔

''ابا آپ یہاں ہیں۔'' چاندنی اپنے کمرے سے ہو کر لان کی طرف چلی آئی۔

''ہاں بیٹا آؤ۔'' ابا میاں نے اسے اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

چاندنی انکے سامنے بیٹھ گئی اور میز پر رکھی اخبار اٹھا کر صفحات پلٹنے لگی۔

''کیسا رہا دن میری چندہ کا۔'' ابا نے محبت بھرے لہجے میں پوچھا تھا۔

''اچھا تھا ابا۔'' چاندنی کالم پڑھنے میں مصروف ہو گئی۔

''چاندنی باجی آپ کو چائے لا دوں۔'' سکینہ لان میں پودوں کو پانی دے کر واپس جا رہی تھی جب اسے بڑے چودھری کے پاس بیٹھی چاندنی دکھائی دی۔

''شکریہ سکینہ بی۔'' چاندنی نے اثبات میں سر ہلایا۔

رمضان (سکینہ کا شوہر) کی حال ہی میں شادی ہوئی تھی۔ سکینہ بھی شادی کے بعد اسکے ساتھ حویلی میں کام کرنے لگی تھی۔ پہلے وہ دوسرے گاؤں میں وہاں کے چودھری کے حویلی میں کام کرتی تھی۔

اس دور میں سکینہ کافی دبلی پتلی ہوا کرتی تھی۔

سکینہ مسکراتی ہوئی اندر چلی گئی۔ اس کی کمر سے نیچے آتے لمبے گھنے بال دیکھ کر چاندنی ہمیشہ اسکی تعریف کیا کرتی تھی۔ اسکے بال سچ میں پیارے تھے۔

''ابا میں سوچ رہی تھی اب آپ سلطان بھائی کی شادی کر دیں۔'' چاندنی کو بیٹھے

www.novelsclubb.com

بیٹھے بڑے بھائی کی شادی کا خیال آیا۔

"ہاں میں بھی سوچ رہا ہوں۔" ابا میاں نے ایک نظر چاندنی کو دیکھا۔ "جوان ہو گیا ہے ماشاءاللہ اور مجھے لگتا ہے اب اس گھر کو ایک سمجھدار بہو کی ضرورت ہے۔"

"کوئی لڑکی ہے نظر میں آپکی۔" چاندنی ہلکے پھلکے انداز میں بات کر رہی تھی۔

بڑے چودھری کے سامنے کسی کی زبان نہیں کھلتی تھی۔ سب انکی آنکھوں اور رعب سے ڈرتے تھے مگر چاندنی تو انکی چاندہ تھی۔

چاندنی اور چودھری صاحب کا رشتہ کافی مضبوط تھا۔ چاندنی بلا جھجھک اپنے دل کی بات ابا میاں سے کر دیا کرتی تھی جبکہ سلطان صرف کاروباری باتیں اور تبصرے کیا کرتا تھا۔

جہان ان دونوں سے الگ تھا۔ وہ ابا میاں کے زیادہ قریب نہیں تھا۔ درمیان والی اولاد اکثر اپنے والدین کے اتنا قریب نہیں ہوتی جتنی پہلا اور آخری اولاد ہوتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں ہمارے ماں باپ اپنے بچوں میں فرق نہیں کرتے۔ لیکن اکثر

www.novelsclubb.com

والدین فرق کرتے ہیں بچوں میں۔جو پڑھائی میں تیز ہو وہ زیادہ قریب ہوتا ہے۔اگر کوئی کاروبار میں منافع کروائے تو وہ دل کے قریب چلا آتا ہے۔کوئی اولاد والدین کی مرضی سے نہ چلے تو وہ دور ہو جاتی ہے۔اسے محبت کم ملتی ہے۔ہر ماں باپ کے اپنے فیورٹ بچے ہوتے ہیں۔

"ہاں ایک دو گھرانے ہیں تو سہی میری نظر میں۔میں سلطان سے بات کرلوں پھر کہیں بات کروں گا رشتے کی۔آخر کو سلطان نے شادی کرنی ہے۔اگر وہ ابھی شادی کے لئے راضی ہے تو ہی کریں گے۔"

"جی ابا۔۔۔"

"یہ لیں باجی۔"سکینہ نے میز پر چائے کا مگ رکھا۔

"آپ مجھے چاندنی کہا کرو۔"چاندنی نے مگ پکڑتے ہوئے نرمی سے کہا۔"آپ مجھ سے بڑی ہو اور بڑے نام لے کر پکار سکتے ہیں خود سے چھوٹوں کو۔"

سکینہ نے اس گھر کی ملازمہ ہونے پر دل ہی دل فخر محسوس کیا ورنہ جہاں وہ پہلے

بطور ملازمہ کام کرتی تھی، وہ تو ہر وقت اسکی بیعزتی ہی کرتے رہتے تھے۔

چاندنی چائے پینے لگی۔ چائے میں چینی زیادہ تھی مگر اس نے سوچا بعد میں سکینہ کو بتا دے گی کہ وہ کم چینی والی چائے پیتی ہے۔

—☆☆☆—

رات آٹھ بجے چاندنی رات کا کھانا کھا کر اپنے کمرے میں آئی تو ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔

وہ اچھل کر صوفے پر آ بیٹھی۔ صوفے کی سائیڈ چھوٹی سی گول میز پر رکھا ٹیلی فون بج رہا تھا۔

اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔

"کیسی ہو چاندنی۔" سارا کی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی۔ "یار میں نے کوشش کی لیکن مجھے نہ نام معلوم ہو سکا نہ پتہ۔"

چاندنی کو مایوسی ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"اچھا چلو ہم کل کیمپس میں مل کر دوبارہ کوشش کریں گے۔" چاندنی نے نیا منصوبہ فوراً تیار کیا۔

"تم اس لوفر میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہی ہو۔" سارا کا انداز طنزیہ سا تھا۔

"یار ہم اسے نہیں جانتے نہ یہ جانتے ہیں کہ آج صبح کیا ہوا اور لڑائی کیوں ہوئی۔"

چاندنی نے لاشعوری طور پر اس انجان لڑکے کی حمایت کی۔

"اچھا اچھا زیادہ وکیل نہ بنو اس کی۔" سارا بولی۔ "اچھا میں فون بند کر رہی ہوں۔ کل ملتے ہیں۔ اللہ حافظ۔"

"اللہ حافظ۔" چاندنی نے رسیور واپس رکھ دیا اور اٹھ کر اسٹڈی ٹیبل کی کرسی کھسکا کر بیٹھ گئی۔

چاندنی نے ٹیبل لیمپ کو روشن کیا اور سامنے ترتیب سے رکھی چند کتابوں اور نوٹ بکس سے ایک ڈائری نکالی۔

اس نے صاف صفحہ کھولا۔ آج کی تاریخ درج کی اور سارے دن کی مصروفیات کو قلم

بند کرنے لگی۔

"ناجانے کیوں دل اسے اپنامان رہاہے جبکہ میں اسکا نام تک نہیں جانتی۔" پورے دن کا حال لکھنے کے بعد اس نے آخر میں لکھا تھا۔

اس نے نرمی سے ڈائری کو بند کیا اور وہیں کتابوں کے درمیان رکھ دی۔

—☆☆☆—

اگلے دن چاندنی کیمپس میں خاص طور پر تیار ہو کر آئی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ اگر وہ نامعلوم لڑکا اسے دیکھے تو دیکھتا ہی رہ جائے۔ وہ چاہتی تھی وہ اسکے ظاہر کو دیکھ کر اسکی محبت میں گرفتار ہو جائے۔

وہ چاہتی تھی وہ اسکا دیوانہ ہو جائے اور اسکی محبت میں اسکے قریب چلا آئے۔

"شہزادی لگ رہی ہو۔" سارا نے دل سے تعریف کی۔ "ویسے یہ رنگ کافی سوٹ کر رہا ہے تم پر۔"

"شکریہ، تم بھی پیاری لگ رہی ہو۔" چاندنی نے اسے نظر بھر کر دیکھا اور بولی۔

چاندنی نے گلابی رنگ کی قمیض شلوار زیب تن کر رکھی تھی اور گلے میں سفید سٹالر تھا۔ قمیض پر سفید رنگ کے بڑے بڑے پھول بوٹے بنے ہوئے تھے۔

اس نے ہلکے گلابی رنگ کی لپ اسٹک لگائی ہوئی تھی جو کہ عام طور پر وہ کبھی بھی نہیں لگاتی تھی۔

اسے سادگی پسند تھی مگر آج وہ کسی اور کی نظروں میں آنے کے لئے تیار ہو کر آئی تھی۔

کیا اس تیاری کی اسے ضرورت تھی یا وہ اس خاص تیاری کے بنا بھی چمکتے تارے کی طرح تھی۔ جس کی روشنی چاندنی جیسی ہے۔

''اچھا چلو اپنے ڈپارٹمنٹ چلتے ہیں۔'' چاندنی اسکے ساتھ چلنے لگی۔

وہ دونوں چلتی ہوئی اپنی پہلی کلاس کی طرف آگئی تھیں۔

اس کی نظر مسلسل اس اجنبی لڑکے کی تلاش میں تھی۔ مگر نہ وہ اس کلاس میں تھا اور نہ ہی یہ اسکی کلاس تھی۔

”چاندنی کیا ہوا۔۔۔“

چاندنی بے چین تھی اور سارا یہ باخوبی سمجھ رہی تھی۔

”کیا۔۔۔“ چاندنی نے بے خیالی سے اسے پوچھا۔

سارا نے شکی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ ”تم اس لڑکے پر کہیں crushed تو نہیں ہو گئی۔ بہن جتنی جلدی ہو خوابوں کی دنیا سے نکل آؤ۔ یہ کوئی فلم نہیں چل رہی کہ تمہیں ایک غنڈے سے سچا والا عشق ہو گیا ہے۔ نہ تم جانتی ہو وہ کون ہے نا آتہ نا پتا۔ ایویں منہ اٹھا کر اسکی یاد بلکہ کونسی یاد۔۔۔ بات تو کبھی ہوئی نہیں۔۔۔“ سارا بولتی گئی جبکہ چاندنی کو اسکی آواز دور کہیں سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

”سن بھی رہی ہو کہ نہیں۔۔۔“ سارا نے اسے جھنجھوڑا۔

چاندنی کو جیسے کسی نے مدہوشی سے جگایا تھا۔

اس نے سارا کو آنکھیں کھول کر دیکھا۔

”ہو گیا۔۔۔“ چاندنی نے پر جوش انداز میں کہا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"نی کی ہو گیا تینوں۔" (ارے کیا ہو گیا تمہیں۔) سارا چلائی۔

وہ اتنا زور سے چلائی تھی کہ کلاس میں بیٹھے دوسرے طالب علموں نے مڑ کو انہیں دیکھا۔

سارا کو یک دم احساس ہوا کہ وہ کچھ زیادہ ہی اونچا بول گئی ہے۔

کچھ لمحوں بعد سب پھر سے اپنے کاموں میں مگن ہو گئے۔

چاندنی کھوئی کھوئی سی لگ رہی تھی۔

"اب بتا بھی دو کیا ہو گیا۔" سارا اکتاہٹ سے بولی۔

"پیار۔۔۔لو۔۔۔محبت۔۔۔جو بھی کہہ لو بس ہو گیا مجھے۔" چاندنی شاعرانہ انداز میں گویا ہوئی۔

سارا کچھ بولتی اس سے پہلے پروفیسر صاحب کلاس میں داخل ہوئے۔

—☆☆☆—

لیکچر لینے کے بعد وہ کیفے ٹیریا میں آ گئیں۔ کیفے ٹیریا میں بہت سارے سٹوڈینٹس

کھاپی رہے تھے اور باتیں کرنے میں مصروف تھے۔

''میں نے نوٹس بنا لئے ہیں۔اس والی assignment میں بہت کام آئے گے۔'' سارا لیکچر کے متعلق اسے بتا رہی تھی جبکہ وہ خاموشی سے ایک کرسی کھسکا کر بیٹھ گئی۔

سارا بھی اسکے سامنے والی کرسی کھسکا کر بیٹھ گئی۔

سارا مسلسل کچھ بول رہی تھی جبکہ چاندنی کی نظریں پورے کیفے ٹیریا میں کسی کو تلاش کر رہی تھیں۔

''چاندنی۔۔۔ سن رہی ہو میری بات۔'' سارا نے اسے پکارا۔ ''چاندنی یار!''

چاندنی نے بولنے کے لئے لب کھولے ہی تھے کہ اسی پل ایک جوان گھنگرالے بالوں والا لڑکا کیفے ٹیریا کی طرف آتا ہوا اسے دکھائی دیا۔

چونکہ سارا چاندنی کے سامنے بیٹھی تھی تو اس نے مڑ کر چاندنی کی نگاہوں کا پیچھا کیا۔

وہ لڑکا اونچے قد کے ساتھ پر کشش انداز میں چلتا ہوا ایک گروپ کے پاس رکا۔

"آگیا ہمارا غنڈہ ہیرو۔" لڑکے کے کسی دوست نے اسے چھیڑا۔

چاندنی پوری دنیا سے بے خبر ہو کر اسے گھور رہی تھی۔

اس لڑکے نے خود پر نظروں کی تپش کو محسوس کرتے ہوئے آس پاس دیکھا اور اسکی ایک سرسری سی نظر چاندنی پر پڑی۔

چاندنی کا دل اس لمحے بہت تیزی سے دھڑکا تھا۔

"یہ وہی ہے نا۔" سارا کی بات پر وہ محبت نامی سحر سے باہر نکلی۔

کیا یہ محبت تھی۔

"ہاں وہی گھنگرالے بال، وہی اونچا لمبا قد اور وہی شاندار جسم۔۔۔" چاندنی بہتے ہوئے پانی کی طرح تعریفیں کرتی چلی گئی۔

"بے شرم۔۔۔" سارا نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"بے شرم کیوں۔۔۔اللہ نے اسے میرے لئے اور مجھے اس کے لئے ہی بنایا ہے۔ تو اگر میں اس کی تعریف کر رہی ہوں تو سمجھو میں اپنے ہونے والے شوہر کی بات کر

رہی ہوں۔"

"ہاہائے۔۔۔"سارا نے منہ پر ہاتھ کر اس ہائے کو بہت لمبا کھینچا تھا۔

وہ چاندنی کو یوں دیکھ رہی تھی جیسے کوئی عجوبہ دیکھ لیا ہو۔"شرم کر وہ نامحرم ہے۔"

"تو محرم بن جائے گا۔انشاءاللہ۔"چاندنی نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

"اللہ کی قسم بہت cringe لگ رہی ہو اس وقت۔"سارا ہنسی۔

"محبت کی باتیں آج کل سب کو cringe ہی لگتی ہیں جبکہ خود محبت ہو جائے تو یہی باتیں کیوٹ لگنے لگتی ہیں۔مجھے بھی یہ سب پہلے فضول لگتا تھا مگر اب ایسا لگ رہا ہے جیسے محبت ایک سچا جذبہ ہے۔"

"اچھا اچھا ٹھیک ہے۔جس سے تم محبت کر بیٹھی ہو اسکا نام تو پتا نہیں تمہیں۔"

سارا گلا پھاڑ کر ہنسی۔

چاندنی کو اس وقت وہ زہر لگی تھی۔

''ہمت ہے تو جا کر نام پوچھوا سکا۔'' سارا نے جیسے چیلنج کیا تھا۔

چاندنی نے ایک لمحہ اس لڑکے کو دیکھا۔ جو دوسری طرف منہ کئے اپنے دوستوں کے ساتھ کوئی بات کر رہا تھا۔

''نام کیا میں اسکا نمبر بھی لے آؤں گی۔'' چاندنی نے جیسے چیلنج قبول کر لیا تھا۔

''جاؤ جاؤ، جب اس نے تمہاری بیعزتی کی نا پھر عقل آئے گی تمہیں۔'' سارا نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا۔ ''سوچ لو تم سے نہ ہو پائے گا۔''

چاندنی نے جوش بھری مسکراہٹ سارا کی طرف اچھالی اور اٹھ کر قدم قدم چلتی اس لڑکے کی طرف بڑھنے لگی۔

ہر قدم کے ساتھ وہ نروس ہو رہی تھی۔ جب وہ اسکے بالکل قریب پہنچ گئی اور یوں کھڑی ہو گئی جیسے وہ خود اسکی موجودگی کو محسوس کر کے مڑے گا۔

تبھی اس لڑکے کے ایک دوست نے آنکھوں سے چاندنی کی طرف اشارہ کر کے اسکی طرف متوجہ کیا۔

"آپ کو کچھ چاہیے تھا۔"اس لڑکے نے مڑ کر سلجھے ہوئے طریقے سے پوچھا۔

چاندنی کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔اسے ڈر تھا کہیں اس طرح نام پوچھنے پر وہ اسکو کھڑی کھڑی نہ سنا دے مگر پھر اس نے سوچا نام ہی تو پوچھنا ہے۔اس میں کیا بڑی بات۔

"محترمہ آپ کو کچھ چاہیے۔"اس بار اسکے دوست نے پوچھا تھا۔

وہ پانچ سٹوڈنٹس کا گروپ تھا۔دو لڑکیاں تھیں اور تین لڑکے جن میں سے ایک لڑکا وہی گھنگرالے بالوں والا تھا۔

"مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔"چاندنی نے اس گھنگرالے بالوں والے لڑکے کو انگلی سے اشارہ کرکے کہا۔

"مجھ سے۔۔۔"لڑکے نے اپنی طرف اشارہ کرکے کنفرم کرنا چاہا۔

"جی۔۔۔کیا آپ ایک منٹ اکیلے میں میری بات سنیں گے۔"چاندنی نے اپنی تمام تر ہمت جمع کرکے آخر بول ہی دیا تھا۔

”جی ضرور۔“وہ اٹھا اور خالی میز کی طرف بڑھ گیا۔”وہاں بیٹھتے ہیں۔“

وہ بھی تیزی سے اسکے پیچھے آئی۔

”جی تو بتایئے آپ کو کیا بات ڈسکس کرنی ہے۔“وہ پراعتماد انداز میں گویا ہوا۔

”مجھے آپ کا نام جاننا تھا۔“چاندنی اسکے سامنے بیٹھ گئی۔

”میرا نام۔۔۔“وہ الجھن کا شکار ہوا۔”وہ تو آپ کسی سے بھی پوچھ سکتی تھیں۔“

”وہ میری دوست سے میری شرط لگی ہے کہ میں آپکا نام آپ سے ہی پوچھوں اور آپکا رابطہ نمبر بھی لوں۔“

لڑکا مسکرایا۔اس نے انگیوں کی کنگھی بنا کر ماتھے پر آتے گھنگرالے بال ایک طرف کیئے۔

—☆☆☆—

کل دوپہر

پرنسپل نے گھنگرالے بالوں والے لڑکے کے والد کو کال کی۔

"جناب آپ کے بیٹھے نے پھر سے مار پیٹ کی ہے کیمپس میں۔ آپ مہربانی کر کے ایک بار مجھ سے آ کر مل لیں۔"

"آپ کال کو اسپیکر پر کریں۔ میں ابھی ایک ضروری کام میں مصروف ہوں مگر اسپیکر پر کریں تاکہ یہ مسئلہ حل ہو سکے۔" دوسری طرف سے بہت سنجیدہ آواز پرنسپل کی سماعتوں سے ٹکرائی اور اس نے ٹیلی فون کا ایک بٹن دبا کر کال کو اسپیکر پر ڈال دیا اور ریسیور ایک طرف رکھ دیا۔

"میرے پیارے بیٹے نے اس بار مار پیٹ کیوں کی۔" لڑکے کے والد کے لہجے میں بھرپور طنز تھا۔

"بابا وہ گھٹیا لڑکا میری دوست کو چھیڑ رہا تھا۔ اس گھٹیا بے شرم لڑکے نے میری دوست کا سٹالر کھینچا بلکہ اسے پھاڑ بھی دیا۔ مجھ سے ایسے گھٹیا لوگ برداشت نہیں ہوتے اور آفٹر آل وہ میری بہنوں جیسی دوست کو چھیڑ رہا تھا میں کیسے اسے جانے دیتا اس لئے میں نے اسکا سافٹ ویئر آپ ڈیٹ کر دیا۔ اب وہ کسی کو بھی یوں تنگ

www.novelsclubb.com

کرنے سے پہلے دوسو بار سوچے گا۔"

سر جاوید اور پرنسپل یہ سن کر حیران ہو رہے تھے اور دوسری طرف لڑکے کا باپ یقیناً فخر محسوس کر رہا ہو گا۔

لڑکا چپ ہوا تو اسکے والد بولے۔"پرنسپل صاحب اب آپ خود ہی کوئی سزا مقرر کر دیں کیونکہ میری نظر میں اس کارنامے کی سزا نہیں بلکہ انعام بنتا ہے۔" انکے لہجے سے فخر کی مہک محسوس ہو رہی تھی۔

"مگر اس دوسرے لڑکے کا باپ کیس کرنے کی بات کر رہا تھا جناب۔اس سے کیمپس کی عزت پر حرف آئے گا۔"پرنسپل نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"وہ سب میں دیکھ لوں گا۔اس لڑکے کے باپ سے میں بات کر کے یہ معاملہ ہیڈل کر لوں گا۔" دوسری طرف سے وہی سنجیدہ آواز سنائی دی۔"مجھے ایک اہم میٹنگ میں شامل ہونا ہے۔مجھے اجازت دیں۔اللہ حافظ۔اور ہاں رضوان بیٹا۔۔۔تم نے بہت اچھا کیا۔مجھے ناز ہے تم پر۔"

جاوید سر یہ سب سن کر شرمندہ ہوئے تھے۔ وہ اتنے اچھے سٹوڈنٹ کو کیمپس سے نکلوانا چاہتے تھے۔

کال بند ہوئی تو پرنسپل بولے۔ "آئیندہ ایسا کوئی معاملہ ہو تو ہمیں انفارم کرنا۔ خود ہیرو بننے کی ضرورت نہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ کیا میں اب جا سکتا ہوں۔" رضوان نے اکتاہٹ سے بھرے لہجے میں پوچھا تھا۔

پرنسپل نے اثبات میں سر ہلایا تو وہ باہر نکل آیا۔

جاوید سر بھی اسکے پیچھے باہر نکلے۔

"تم نے اسے سبق سکھا کر سچ میں اچھا کام کیا۔" جاوید سر کے لہجے میں کافی تلاش کرنے کے بعد بھی رضوان کو کوئی طنز نہ ملا تو مسکرا کر وہاں سے لائبریری کی طرف نکل گیا۔

☆☆☆

موجودہ دن

"تو سب کو آپ رضی پکارتے ہیں۔" چاندنی نے پوچھا۔ "تو آپ کا پورا نام کیا ہے۔"

رضی مسکرایا۔

"رضوان رحمت۔"

"تم کون ہو ویسے اور میرے نام میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہی ہو۔"

"میں چاندنی ہوں۔۔۔ چودھری کیلم اللہ کی بیٹی۔" چاندنی نے اپنا تعارف کروایا۔

"اور مجھے آپ کے نام میں ہی نہیں بلکہ آپ کی ذات میں بھی دلچسپی ہے۔"

رضی اسکی بات سن کو مسکرایا۔ "نہیں شکریہ۔"

"کیا مطلب نہیں شکریہ۔ میں دوستی کرنا چاہتی ہوں آپ سے۔" چاندنی اسکے تاثرات کو سمجھنے میں ناکام ہوئی۔

"چاندنی ہم کسی ہو زبردستی اپنا دوست نہیں بنا سکتے۔"

”میں زبردستی تو نہیں کر رہی۔“

”لگ تو ایسا ہی رہا ہے۔“

”مجھے۔۔۔“ چاندنی نے مزید کچھ بولنا چاہا۔

”چلو تمہیں اپنے دوستوں سے ملواتا ہوں۔“ رضی نے کھڑے ہوتے ہوئے اسکی طرف ہاتھ بڑھایا۔

چاندنی نے ایک لمحہ اسکے ہاتھ کو دیکھا اور دوسرے پل اس نے اسکے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیا۔

وہ دونوں رضی کے دوستوں والی میز پر آ گئے۔

چاندنی نے ایک نظر سارا کو دیکھا جو کے اشارے کر کے سارا معاملہ پوچھ رہی تھی۔اس نے آنکھوں سے سارا کو اشارہ کیا۔

”دوستوں اس سے ملو یہ ہے چاندنی۔“ رضی کی آواز پر اسکے چاروں دوستوں نے چاندنی کو ایک گہری نظر سے دیکھا۔

”چاندنی یہ امارا ہے اور یہ صنم۔“ رضی نے دونوں لڑکیوں کی طرف اشارہ کیا اور پھر لڑکوں کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ ”یہ مقیم ہے اور یہ عبداللہ۔“

”ہیلو چاندنی۔“ امارا نے کھڑے ہوتے ہوئے ہاتھ ملانے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا۔

”ہائے۔“ چاندنی نے خوش دلی سے ہاتھ ملایا۔

وہ چاروں سے ملنے کے بعد وہیں بیٹھ گئی۔

”میں اپنی دوست کو لے آؤں۔“ کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد چاندنی نے سب کو متوجہ کر کے پوچھا۔

”ہاں ہاں جلدی بلا لو۔“ عبداللہ بے صبری سے بولا۔

چاندنی عبداللہ کے انداز پر الجھن کا شکار ہوئی۔

چاندنی اٹھی اور سارا کے پاس آگئی۔

”تم تو وہاں گھر ہی بسا کر بیٹھ گئی تھی۔ کیا کہتا ہے وہ۔“

"نام معلوم کرنے کی بات کی تھی نا۔ وہ اب میرا دوست بن گیا ہے اور اس نے اپنے دوستوں سے میرا تعارف بھی کروایا۔ میں نے انہیں بولا کہ میں اپنی دوست کو لاتی ہوں مطلب تمہیں۔ تو چلو اٹھو۔"

"لیکن مجھے نہیں ملنا ان سب سے۔" سارا نے بے زاری سے کہا۔ "رہنے دو یار۔"

"اٹھو اب۔ تم میرے ساتھ نہ گئی تو میری ناک کٹ جائے گی۔" چاندنی نے اسکا بازو پکڑ کر اسے کھینچا اور اپنے ساتھ لے آئی۔

سارا کو دیکھتے ہی عبداللہ اپنی کرسی سے اٹھا اور کرسی سارا کو پیش کرنے لگا۔

سارا، چاندنی کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے بیٹھ گئی۔

عبداللہ نے ساتھ والی میز سے ایک کرسی اپنی طرف کھسکائی اور بیٹھ گیا۔

چاندنی کی ایک طرف رضی اور دوسری طرف امارا تھی جبکہ امارا کے ساتھ عبداللہ اور اسکے آگے سارا بیٹھی ہوئی تھی۔ سارا کے ساتھ میقم اور اسکے آگے صنم بیٹھی ہوئی تھی۔

یوں لگ رہا تھا جیسے وہ گول میز میٹنگ کر رہے ہو۔

چاندنی نے سارا کا تعارف کروایا۔

وہ سب سارا اور چاندنی سے انکے متعلق پوچھنے لگے۔

وہ سب ان دونوں سے ایک سال سینئر تھے۔

مگر اب وہ سب دوست بن چکے تھے۔

—☆☆☆—

گزرتے وقت کے ساتھ چاندنی کی رضی کے ساتھ دوستی گہری ہوتی گئی۔ رضی اسے اپنے متعلق کافی کچھ بتاتا تھا اور وہ بھی ہر بات اسے بتایا کرتی تھی۔

باتوں ہی باتوں میں رضی نے ایک بار چاندنی کو بتایا کہ عبداللہ، سارا کو پسند کرتا ہے اور وہ سارا سے شادی کرنے کا بھی فیصلہ کر چکا ہے۔

یہ بات جب چاندنی نے سارا کو بتائی تو سارا کافی حیران ہوئی۔ چند ماہ کے اس دورانیے میں وہ عبداللہ کو اچھا خاصا جان چکی تھی اور وہ اسے ہر لحاظ سے مناسب لگا

تھا۔

سارا نے عبداللہ کو سبز جھنڈی دکھائی تو اس نے اپنے والدین کو ہاتھ مانگنے کے لئے بھیجنے کی بات کی۔

وہ لیکچر لینے کے بعد سارا کے ساتھ کمرے سے باہر نکلی تو رضی، صنم اور عبداللہ ان تینوں کا انتظار کر رہے تھے۔

وہ چائے پینے کے لئے کیفے ٹیریا میں آ گئے۔

"چاندنی مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔ان لوگوں کو چائے پینے دو اور تم میرے ساتھ چلو۔" رضی بولا۔ "چلو۔"

چاندنی اٹھی اور اسکے ساتھ باہر آ گئی۔

وہ باہر گاس پر بیٹھ گئے۔

"ہاں بولو رضی۔" رضی کو خاموش بیٹھا دیکھ چاندنی بولی۔ "خاموش ہو بہت۔"

رضی نے انگلیوں کی کنگھی بنا کر بالوں کو ایک طرف کیا۔

www.novelsclubb.com

''چاندنی چند ماہ کی اس دوستی میں مجھے دوستی کہیں گم ہوتی ہوئی نظر آرہی ہے۔''

رضی نے چاندنی کو دیکھا۔ ''مجھے لگتا ہے ہماری دوستی بہت جلد ختم ہو جائے گی۔''

''کیا مطلب۔'' چاندنی پریشان ہوئی۔

''ہمارا رشتہ دوستی سے بڑھ چکا ہے۔ چاندنی یہ بکواس لگے یا مذاق لیکن مجھے تم سے پیار ہو گیا ہے۔'' رضی بولا۔ ''ہاں سننے میں عجیب ہے کہ اچانک کیسے پیار ہو گیا لیکن جب میں نے پہلی دفعہ تمہیں غور سے دیکھا تھا اسی پل میرا دل تیزی سے دھڑکا اور محبت کا بیج میرے دل کی مٹی میں بو دیا گیا۔ پھر ہماری دوستی اور وقت کی بارش نے اس بیج کو پانی دیا۔ وہ بیج بوٹا بن گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ پودہ بن گیا۔''

اس نے ایک پل کو رک کر چاندنی کے تاثرات دیکھے۔

چاندنی کی آنکھوں میں محبت تھی اور محبت حاصل ہو جانے کی چمک بھی۔

''اس پودے پر پھول اگلنا شروع ہوئے۔ میں بے چین ہونے لگا۔ ان چند مہینوں میں تم نے مجھے اپنا دیوانہ بنا لیا۔ یہ ایسی محبت ہے کہ تمہاری عادت سی ہو گئی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہے۔جب تم نے پہلی بار کہا تھا کہ مجھے نام میں نہیں آپکی ذات میں دلچسپی ہے۔قسم ہے اس وقت کی۔اسی پل میرا دل بے قابو ہو گیا تھا۔"

چاندنی چپ تھی۔وہ چاہتی تھی رضی اور بولے۔

رضی کے ایک نظر اسے دیکھا اور گاس کو توڑ کر دوسری طرف اچھالنے لگا۔

"تمہیں پتا ہے چاندنی تم بہت معصوم ہو۔مجھے تمہاری معصومیت سے محبت ہوئی۔"رضی اسکی طرف مڑا اور اسکی آنکھوں میں جھانکنے لگا۔

"رضی میں بھی قبول کرنا چاہتی ہوں کہ میں بھی تم سے محبت کرتی ہوں۔پہلی بار جب تمہیں اس جاہل لڑکے کو مارتے دیکھا۔اسی پل سے میرا دماغ الجھن کا شکار ہو گیا۔میں نے بہت سوچا مگر اس الجھن کو کسی تاثر کا نام نہ دے سکی۔پھر یک دم مجھے جیسے احساس ہوا۔وہ بے چینی یوں ہی نہیں تھی۔وہ اشارہ تھی۔وہ قدرت کا اشارہ تھا کہ تمہارا ساتھی تمہارے سامنے ہے۔تمہیں صرف اسے پہچاننا ہے۔مجھے محبت ہو گئی۔"چاندنی ایک لمحہ رکی اور پھر بولی۔"پتا نہیں یہ محبت ہے یا نہیں مگر میں

تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔" چاندنی نے رضی کو ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں سے لگایا۔

رضی نے محبت سے اسے دیکھا اور بولا۔ "مجھ سے شادی کرو گی۔"

چاندنی کی آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں۔

"ہاں کروں گی۔" اس نے روہانسی لہجے میں جواب دیا۔

"تم لوگ یہاں بیٹھے ہو۔" یہ امارا کی آواز تھی۔

دونوں نے مڑ کر دیکھا۔ وہ ہاتھ میں چند کتابیں پکڑے لیکچر لینے کے لئے جا رہی تھی۔

"ہاں آؤ بیٹھو ہمارے ساتھ۔" رضی نے اخلاقاً اسے دعوت دی۔

چاندنی نے آنکھوں کے کنارے صاف کئے۔

"نہیں تم لوگ باتیں کرو۔ مجھے لیکچر کے لئے جانا ہے۔" امارا نے ایک نظر رضی کو دیکھا اور مڑ گئی۔

☆☆☆

www.novelsclubb.com

ان دنوں سلطان کی شادی کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔چاندنی نے سارے دوستوں کو سلطان کی شادی کا کارڈ دیا تھا۔

"رضی۔۔۔"سب کو کارڈ دینے کے بعد اس نے رضی کو مخاطب کیا۔"بات کرنی ہے تم سے۔"

"اچھا چاندنی بابھی کیسی ہے تمہاری۔"امارا نے پوچھا۔

"پیاری ہے۔۔۔"چاندنی نے مختصر سا جواب دیا۔

"رضی۔۔۔بات کرنی ہے۔"اس نے رضی کا ہاتھ دبا کر دھیمے لہجے میں کہا۔

"رضی۔۔۔"

"اچھا چلو۔"رضی نے اسکا ہاتھ پکڑا اور کلاس سے باہر لے آیا۔

سب نے انہیں یوں جاتے دیکھ کر ایک دوسرے کو معانی خیز نگاہوں سے دیکھا۔

عبداللہ اور سارا ہنسنے لگے جبکہ امارا، صنم اور مقیم نے انجان نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا اور آنکھوں سے اشارہ کر کے ایک دوسرے کو پوچھنے لگے۔

"سارا کیا تم ہمیں کچھ بتانا چاہتی ہو۔" صنم نے معانی خیز لہجے میں پوچھا۔

"یار وہ۔۔۔میں نہیں بتا سکتی۔" سارا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تم چاندنی سے ہی پوچھ لینا۔

"ہاں ہاں پوچھ لیں گے۔" مقیم بولا۔ "اچھا دوستوں مجھے کلاس لینے جانا ہے۔"

مقیم اٹھا اور باہر نکل آیا۔

کیفے ٹیریا کے ساتھ باہری طرف بنے باغیچے میں رکھے اکلوتے بینچ پر اس وقت چاندنی اور رضوان بیٹھے ہوئے تھے۔

"میں شادی پر تمہیں اپنے ابا اور بھائیوں سے ملوانا چاہتی ہوں۔" چاندنی نے بات کا آغاز کیا۔ "ملوانے کے بعد میں ابا سے ہمارے لئے بات کروں گی۔"

"چاندنی کیا یہ اتنی جلدی کرنا ٹھیک ہوگا۔" رضی فکر مند ہوا۔

"میں چاہتی ہوں تم میرے بابا سے ایک بار مل لو۔"

"ٹھیک ہے مل لوں گا۔" رضی بولا۔ "میرا تعارف ایک اچھے دوست کی حیثیت

سے کروانا۔"

"ٹھیک ہے۔"

"اچھی لگ رہی ہو۔" رضی نے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں تو ہوں ہی اچھی۔۔۔" چاندنی نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ "اچھا میں چلتی ہوں میری کلاس ہے۔ بعد میں ملتی ہوں تم سے۔"

"ٹھیک ہے جاؤ۔"

چاندنی، سارا کو تلاش کرتی ہوئی لائبریری کی طرف چلی آئی اور اتفاقاً سارا بھی لائبریری سے باہر نکل رہی تھی۔

"چاندنی۔۔۔ صنم لوگ پوچھ رہے تھے۔ وہ تمہارے اور رضی کے متعلق مشکوک ہو چکے ہیں۔ بہتر ہے ان سب کو بتا دو۔ دوست ہیں وہ اتنا تو حق بنتا ہے انکا کہ انہیں پتا ہو۔"

"اچھا بہن بتا دوں گی۔ ابھی چلو کلاس ہے ہماری۔"

چاندنی سارا کے بازو میں بازو ڈال کر اسے کلاس کی طرف لے جانے لگی۔

—☆☆☆—

یہ کچھ دن بعد کی بات ہے۔سلطان کی شادی میں تین دن باقی تھے۔

چاندنی، رضوان کے ساتھ نیو ٹاؤن پارک آئی تھی۔یہ ٹاؤن، شہر کے ایک پوش علاقے میں تعمیر ہو رہا تھا۔آس پاس چند عمارتیں بن چکی تھیں اور بہت ساری زیر تعمیر تھیں۔

وہ دونوں ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے۔

"چاندنی تم سے ملنے سے پہلے مجھے لگتا تھا کہ محبت جیسا کچھ نہیں ہوتا مگر اب احساس ہو رہا ہے کہ محبت ہوتی ہے۔اب تو جیسے ہر رشتے میں محبت نظر آنے لگی تھی۔"

"مجھے تو محبت، عشق پر پہلے سے پورا سو فیصد یقین تھا۔" چاندنی بولی۔

"وہ کیوں۔" رضی کا انداز سوالیہ تھا۔

"پتا نہیں شاید ناولوں کی وجہ سے۔" چاندنی سوچتے ہوئے بولی۔"میں جب بھی

کوئی رومانٹک ناول پڑھتی تو سوچتی کہ مجھے بھی ایسے پیار ہوگا۔میرا بھی ایسا ایک ہمسفر ہوگا۔میں اسکے ساتھ باتیں کروں گی،اسکے ساتھ گھومنے جاؤں گی۔"

رضی محبت بھری نظروں سے سامنے بیٹھی معصوم لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

"پھر میں نے تمہیں دیکھا اور قسم سے میں فین ہوگئی تمہاری۔۔۔بلکہ تمہارے بالوں کی۔"

"مطلب تم نے سب سے پہلے میرے بال نوٹس کیے۔"رضی جیسے خفا ہوا تھا۔

"نہیں۔۔۔"

"پھر کیا نوٹ کیا تھا سب سے پہلے۔"

"تمہارے بازو۔یہ مضبوط بازو اور کندھے۔"چاندنی ہنسی۔

"میں نے ایک ناول پڑھا تھا جس میں لڑکا کافی مضبوط جسم کا مالک ہوتا ہے اور لڑکی کو ایک بازو سے اٹھا لیتا ہے۔ہائے وہ بہت ہینڈسم تھا۔"

"اور کیا میں ہینڈسم نہیں ہوں۔"رضی نے جانچتی نگاہوں سے چاندنی کو دیکھا۔

”تم تو ہینڈسم گری میں اس سے دس ہاتھ آگے ہو۔ماشاءاللہ۔“

”چل جھوٹی۔“

”نہیں سچی مچی۔“ چاندنی نے لاڈ سے کہا۔

وہ اسکی بھولی بھالی باتوں پر ہمیشہ مسکرا دیتا تھا۔

”تم بھائی کی شادی پر آؤ گے تو ابا میاں اور اپنے بھائیوں سے تمہارا تعارف کراؤں گی۔“ چاندنی کو یک دم خیال آیا۔

یہ بات وہ پہلے بھی اس سے کر چکی تھی۔

”ان کے سامنے اچھے سے رہنا تاکہ تمہارے نمبر بن سکے اور موقع دیکھتے ہی میں ابا میاں سے تمہاری بات کروں گی۔ابا میاں نے سبز جھنڈی دکھادی تو تم انکل آنٹی کو لے میرا ہاتھ مانگنے آجانا۔“

”اگر تمہارے ابا میاں نہ مانے تو؟“

چاندنی ایک لمحے کو چپ ہوگئی۔اس سوال کا تو اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

"وہ مان جائیں گے۔وہ مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں اور میرا انتخاب بھی یقیناً انکو اچھا لگے گا۔"

"چاندنی۔۔۔ٹھیک ہے وہ مان جائیں گے۔۔۔مگر ایک سیکنڈ کے لئے سوچو اگر وہ نہ مانے تو۔۔۔کیا پھر تم انکی مرضی سے کسی اور سے شادی کر لو گی۔"

"ایسے کیوں سوچ رہے ہو۔وہ مان جائیں گے۔تم میں کمی ہی کیا ہے۔" چاندنی جدائی کا خیال بھی اپنے دماغ میں نہیں لانا چاہتی تھی۔

"اور نہ مانے تو۔۔۔" رضوان کی سوئی ابھی تک وہی اٹکی ہوئی تھی۔

"پھر ہم خود ہی کوئی فیصلہ کر لیں گے۔" چاندنی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"نہیں چاندنی۔۔۔ہم ایسا نہیں کر سکتے۔" رضی بولا۔"ہم اگر شادی کریں گے تو اپنے گھر والوں کی مرضی سے ورنہ۔۔۔"

"ورنہ کیا رضوان رحمت۔۔۔" چاندنی بے چینی سے بولی۔"ایسا الٹا سید ھا مت سوچو۔اگر گھر والے نہ مانے تو میں فیصلہ کر چکی ہوں اور تمہیں میرا ساتھ دینا ہی

ہو گا۔“

رضوان اس بار چپ رہا اور کچھ دیر بعد چاندنی اسے کوئی اور بات سنانے لگی۔

—☆☆☆—

آج سلطان کا ولیمہ تھا اور یہ تقریب بڑی حویلی کے بڑے سے لان میں ہی ہو رہی تھی۔

سلطان اور اسکی نئی نویلی دلہن اسٹیج پر کھڑے خاندان والوں کے ساتھ تصویریں بنوا رہے تھے۔

چاندنی کے سارے دوست ایک ہی گول میز کے گرد بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

ابا میاں اپنے کسی پرانے دوست کے ہمراہ خاندان والوں سے سلام دعا کر رہے تھے۔

”رضی آؤ تمہیں ابا میاں سے ملواتی ہوں۔۔۔جہان کل بھی تمہارا پوچھ رہا تھا۔“

رضی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اس نے بلیک ڈنر سوٹ پہنا ہوا تھا جس میں وہ کافی شاندار لگ رہا تھا۔

چاندنی نے ہلکے گلابی رنگ کی شیشے کے کام والی فراک پہن رکھی تھی اور ہلکے پھلکے میک اپ میں وہ بھی کسی شہزادی سے کم نہیں لگ رہی تھی۔

رضی، چاندنی کے ساتھ اسکے ابا میاں کی طرف آگیا۔

چودھری صاحب کی رعب دار شخصیت رضی کو کافی کمال لگی تھی۔

"کیا کمال شخصیت ہے۔" وہ بنا سوچے رہ نہ سکا۔

"چاندنی میری جان آؤ ان سے ملو۔" چاندنی کچھ بولتی اس سے پہلے ابا میاں اسے دیکھتے ہی بول اٹھے۔ "یہ چودھری پرویز ہیں۔"

"السلام علیکم پرویز انکل۔"

چودھری پرویز نے چاندنی کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے پیار دیا تو چاندنی نے ابا میاں کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

رضی ابھی تک خاموشی سے کھڑا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ابامیاں۔۔۔چودھری انکل۔۔۔یہ میرا دوست رضوان رحمت ہے۔" چاندنی نے مسکراتے ہوئے دونوں کو دیکھا۔

چودھری پرویز نے حیرانگی اور سوالیہ نگاہوں سے اپنے دوست کو دیکھا تھا۔

"السلام علیکم۔۔۔کیسے ہیں آپ۔" رضی نے دونوں سے ہاتھ ملایا۔

"اور جوان کھاناوانا کھالیا۔" کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد ابامیاں گویا ہوئے تھے۔ "جاؤ بیٹا کچھ کھاپی لو۔بعد میں یہ مت کہنا کہ مہمان کی نوازی نہیں کی ہم نے۔"

"جی انکل۔" رضی نے ایک نظر چاندنی کو دیکھا اور وہاں سے کھسک گیا۔

اسے یوں محسوس ہوا جیسے چودھری صاحب کوئی نجی بات کرنا چاہتے تھے چاندنی سے۔

"بیٹا، پرویز تمہیں اپنے بیٹے کمال احمد سے ملوانا چاہتا ہے۔" چودھری صاحب نے رضی کے جاتے ہی کہا۔ "میں اور پرویز نے تم دونوں کے لئے کچھ سوچا ہے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چاندنی کا دل تیزی سے دھڑکا۔ خطرے کی گھنٹی بجتی ہوئی اسے سنائی دی۔

"ک۔۔ کیا ابا۔" چاندنی کی آواز میں کچھ دیر پہلے والی چہک کہیں غائب ہو گئی تھی۔

دور کھڑا ارضی انہیں دیکھ رہا تھا مگر وہ کیا بات کر رہے تھے وہ یہ نہ سن سکا۔

"بیٹا پہلے کمال احمد سے مل لو۔"

چاندنی نے سر جھکا لیا۔ وہ جان چکی تھی کہ ابا کیا بات کرنے والے تھے۔

"کمال احمد ادھر آؤ۔" چودھری پرویز نے ایک لڑکے کو اپنی طرف اشارہ کر کے پکارا۔

ایک لمبا چوڑا سرخ سفید رنگت والا جوان لڑکا انکے قریب آیا۔

اسکی بڑی بڑی مونچھیں تھیں۔

"جی ابا جی۔" وہ اپنے دیسی سے انداز میں بولا۔

"بتر یہ چودھری صاحب کی بیٹی ہے، چاندنی۔"

کمال احمد نے شرماتے ہوئے چاندنی کو دیکھا۔

وہ نظریں جھکائے کھڑی تھی۔

"نیس ٹو میٹ یو۔" وہ نائس کو نیس کر گیا اور اپنے دیسی سے انداز سے چاندنی کو مزید حیران کر دیا۔

چاندنی مسکرا دی مگر اسکی مسکراہٹ فرضی تھی۔

"بیٹا ہم دونوں سوچ رہے تھے ان دونوں کی منگنی کر دیں اور تمہارے پرچوں کے بعد شادی کی کوئی اچھی سی تاریخ رکھ لیتے ہیں۔"

چاندنی نے سر اٹھا کر ابا کو دیکھا۔ اسکی آنکھیں نم ہونے لگی۔ جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا۔

www.novelsclubb.com

وہ اپنے آنسو چھپا کر وہاں سے اندر کی طرف بھاگی۔

"خاموشی نیم رضامندی ہوتی ہے پرویز۔" چودھری صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں تمہیں زبان دے رہا ہوں۔ چاندنی کی شادی تمہارے بیٹے کمال احمد سے ہی ہوگی کیونکہ میری بیٹی میرا کوئی فیصلہ رد نہیں کرتی۔"

رضی نے چاندنی کو اندر بھاگتے ہوئے جاتا دیکھ لیا تھا۔اور خطرے کی گھنٹی اب اسے سنائی دے رہی تھی۔

ناجانے قسمت نے ان دونوں کے لئے کیا سوچ کر رکھا تھا۔

—☆☆☆—

کچھ ہفتے بعد

چاندنی نیو ٹاؤن پارک کے ایک بینچ پہ بیٹھی مسلسل گیٹ کی طرف دیکھ رہی تھی۔وہ رضی کا انتظار کر رہی تھی۔اس نے سیاہ سفید قمیض اور سیاہ جینز پہن رکھی تھی۔وہ گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی۔اسکی کالی آنکھوں کو رضی کا بے صبری سے انتظار تھا۔ اسکی آنکھوں میں بے چینی بھی نظر آتی تھی۔

دفعتاً لڑکا پارک میں داخل ہوا۔اونچے قد اور خوبصورت گھنگریالے بالوں والا نوجوان لڑکا۔اسکی نظریں کسی کو تلاش کرنے لگیں۔اسے بینچ پہ بیٹھی چاندنی دکھائی دی۔

چاندنی نے بھی اسے دیکھ لیا تھا۔دونوں کی نظریں ملیں۔چاندنی کی آنکھوں کی بے چینی کچھ کم ہوئی۔

رضی چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔چاندنی اٹھی اور اسکے سامنے کھڑی ہو گئی۔وہ اسے زخمی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"بیٹھ جاؤ۔" رضی بولا۔

چاندنی خاموشی سے بیٹھ گئی۔وہ بھی اسکے ساتھ بیٹھ گیا۔

"کیسی ہو؟"

وہ اب اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔وہ بالکل سامنے درخت کو دیکھ رہی تھی۔وہ خفا سی بیٹھی تھی۔

"میری طرف دیکھو۔" وہ بولا۔"ناراض ہو؟"

"میں ٹھیک نہیں ہوں۔بھائی کو تمہاری خبر لگ گئی ہے۔اس رات ابا نے مجھے کسی سے ملوایا تھا۔میں نے جب بعد میں ابا سے بات کی تو انہوں نے میری ایک نہ

سنی۔اور بھائی کو بھی شک ہوا کہ کسی اور لڑکے کا چکر ہے۔انہوں نے مجھ سے اگلوا لیا۔انہوں نے میری منگنی جلد از جلد کرنے کی بات کی ہے ابا سے۔" چاندنی نے اسکی طرف رخ کیا۔

"ہم کہیں دور چلیں جائیں گیں۔" رضی جذباتی لہجے میں بولا۔

"تم شاید میرے خاندان سے واقف نہیں ہو۔" چاندنی کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔

"ہم بھاگ نہیں سکتے۔"

"تم تو مجھے جانتی ہو نا۔" رضی نے نرمی سے اسکا ہاتھ پکڑا۔ "میں لے جاؤں گا۔"

"کبھی کبھی لگتا ہے کہ ہم بچھڑ جائیں گیں۔" اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔

"محبت کرنے والوں کے جڑے ہوئے دل کبھی جدا نہیں ہوتے۔" رضی نے تکلیف سے اسکا چہرہ دیکھا۔

آسمان پہ بادل چھائے بادل گرجنے لگے۔سیاہ بالوں میں سفید سی بجلی چمکتی تھی۔

"مجھے جانا ہے۔پھر ملتے ہیں۔" چاندنی نے چھاتہ کھول کر سر کے اوپر کیا۔"میں نہیں چاہتی بھائی کو مزید غصہ آئے۔"

وہ باہری گیٹ کی طرف چل دی۔ہلکی ہلکی بارش ہونے لگی۔

"کب ملو گی۔" رضی نے پیچھے سے آواز دی۔

چاندنی نے مڑ کر دیکھا۔اسکی نم آنکھوں میں اداسی تھی۔

"جلد ہی۔"

اس نے واپس رخ موڑا اور پارک سے باہر نکل گئی۔ایک کالی کار باہر اسکا انتظار کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ وہیں بیٹھا بارش سے بھیگنے لگا۔

اسے جلد از جلد کچھ سوچنا تھا۔اسے چاندنی کو کہیں دور لے جانا تھا۔

یک دم اسکے ذہن میں ایک خیال آیا اور وہ اس خیال پر غور کرنے لگا۔

☆☆☆

رضی نے چاندنی کے ساتھ بھاگ جانے کا منصوبہ بنالیا تھا۔ محبت ظالم ہے یہ بہت کچھ کروالیتی ہے۔ رضی کو اسی محبت نے یہ خیال سوچنے پر مجبور کیا اور اسی محبت نے چاندنی کو یہ قدم اٹھانے پر مجبور کیا۔

چاندنی رضی کے ساتھ بھاگنے کے لئے تیار تھی۔ اس نے گھر سے بھاگ جانے کی مکمل تیاری کرلی۔ پھر وہ دن بھی آگیا۔ انہوں نے بھاگ کر کچھ دن منظر عام سے دور رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔ رات کے اندھیرے میں چاندنی اسکے ساتھ کراچی بھاگ گئی۔

ان دونوں نے نکاح کرلیا اور کراچی میں ایک فلیٹ کرائے پر لے لیا۔ رضی کو وہاں نوکری مل گئی۔ رضوان نے اپنے گھر والوں کو کچھ نہیں بتایا تھا جبکہ چاندنی چاہتی تھی کہ وہ اپنے گھر والوں کو سب بتادے مگر وہ ہمیشہ یہی کہتا کہ جس طرح تم ہر ناطہ توڑ کر آئی ہو اسی طرح میں بھی ساری کشتیاں جلا کر آیا ہوں۔

کیا وہ اپنی فیملیز سے دور یہاں ایک انجان شہر میں خوش رہ پائے گے؟

—☆☆☆—

”تم میری مدد کرنے کے لئے تیار ہو ناساغر۔“ کمیل بولا۔

”ہاں کروں گا۔“

کمیل خوش ہوا یہ جان کر کہ ساغر اسکی طرف ہے۔وہ اسکی مدد کرے گا۔

—☆☆☆—

(جاری ہے)

www.novelsclubb.com